Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
العروبة
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 **Issue**: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/89

Title:

کفالت کے میدان میں ضرورت مندوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی قولی و عملی مساعی کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of the Prophet's speech and practical efforts for the needy in the field of sponsorship

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Muhammad Usman
PhD Scholar, Islamic Studies
Riphah International University, Islamabad
Email: usmanmd313@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-0258-5484

Khalil Ur Rehman
M.Phil Scholar, Islamic Studies
Alhamd Islamic University, Islamabad
Email: khalilusmani989@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0002-6339-3000

Ubaid Ur Rehman
M.Phil Scholar, Islamic Studies
Alhamd Islamic University, Islamabad
Email: urrehman.007@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0003-1067-1588

Citation: Muhammad Usman, Khalil Ur Rehman, & Ubaid Ur Rehman. (2023). Analytical study of the Prophet's speech and practical efforts for the needy in the field of sponsorship: کفالت کے میدان میں ضرورت مندوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی قولی و عملی مساعی کا تجزیاتی مطالعہ. Alorooba Research Journal, 4(2), 225–238. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/89

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad-Pakistan

کفالت کے میدان میں ضرورت مندوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی قولی و عملی مساعی کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of the Prophet's speech and practical efforts for the needy in the field of sponsorship

Muhammad Usman
PhD Scholar, Islamic Studies
Riphah International University, Islamabad
E-mail: usmanmd313@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0004-0258-5484

Khalil Ur Rehman
M.Phil Scholar, Islamic Studies
Alhamd Islamic University, Islamabad
Email: khalilusmani989@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0002-6339-30000

Ubaid Ur Rehman
M.Phil Scholar, Islamic Studies
Alhamd Islamic University, Islamabad
E-mail: urrehman.007@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0003-1067-1588

Abstract

Islam is the only and only religion that emphasizes on character more than speech. For speech, only the revelation of the Book of Allah was enough. The Book of Allah was revealed later and the Teacher of the Book ﷺ was sent first so that people could find the path of guidance through its practice, so it was impossible for the Prophet ﷺ to teach others about sustenance but remain self-sufficient. Therefore, it was impossible for the Holy Prophet (ﷺ) to teach others about sustenance but remain self-sufficient. Therefore, the life of the Holy Prophet (PBUH) before and after Prophethood was full of poverty. When he brought it, he comforted him with the following words: By God, Allah will never leave you helpless because you are merciful, bear the burden of the needy, earn for the poor, and show hospitality. And help the suffering people.

Keywords: *Financial Sponsership, Prophet Muhammad (P.B.U.H), Needy, Help.*

اسلام وہ واحد اور یکتا مذہب ہے جو گفتار سے زیادہ کردار پر زور دیتا ہے ویسے گفتار کے لیے تو صرف کتاب اللہ کا نزول کافی تھا کہ آسمان سے کوئی مکمل کتاب بندوں پر نازل کردی جاتی کہ فلاں کام کرو اور فلاں نہ کرو لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ کتاب اللہ کا نزول بعد میں ہوا اور معلم کتاب ﷺ کو پہلے بھیجا گیا تاکہ لوگ اس کے عمل سے ہدایت کا راستہ پائیں لہٰذا یہ ناممکن تھا کہ نبی کریم ﷺ دوسروں کو کفالت کی تعلیم دیں لیکن خود مستغنی رہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کی نبوت سے پہلے اور بعد کی زندگی غریب پروری سے لبریز تھی۔ جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ پریشانی کے عالم میں خدیجہ ؓ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کو درج ذیل الفاظ میں تسلی دی کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ہرگز آپ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتواں لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، ناداروں

کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔(١)

یہی غریب پروری اور دوسروں کے ساتھ امداد باہمی کی ترتیب ہجرت کے بعد بھی انصارؓ اور مہاجرینؓ کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کی شکل میں قائم رکھی گئی بلکہ آپ ﷺ نے صحابہؓ میں بھی یہی روح پھونکی اسی لیے نبی کریم ﷺ کے بعد اگر خلفاء راشدینؓ کے دور پر نظر ڈالی جائے تو صحابہ کرامؓ میں بھی یہی نظام قائم رہا۔ موجودہ دور میں اسلام کے اسی کفالتی نظام کو رائج کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کی بحالی میں اسلامی معاشرہ از سر نو ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اور موجودہ کئی بحرانوں سے بآسانی نکلا جا سکتا ہے لہٰذا اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیر نظر مقالہ "پاکستانی معاشرے میں اسلام کا کفالتی پہلو اور اس کی ضرورت و اہمیت کا تحقیقی جائزہ" کو ایم فل کی سطح پر منتخب کیا گیا ہے تاکہ معاشرے میں اس کی مدد سے ایک سطح پر خوشحالی کی راہ ہموار ہو جائے اور دوسری سطح پر مسلمان اس کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں۔

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی پوری زندگی انسانیت نوازی اور انسانی حقوق کی جدوجہد اور عملی نفاذ سے عبارت ہے، اسی وجہ سے تمام اقوام عالم نے آپ ﷺ کو "محسن انسانیت" کا لقب دیا ہے۔ اس تحقیق میں ضرورت مند لوگوں کے لیے نبی کریم ﷺ کے قولی و عملی ذکر کئے گئے ہیں۔

کفالت کے متعلق آپ ﷺ کے اقوال:

اپنے اہل و عیال کی کفالت اور ان کی ضروریات کی دیکھ بھال کی نبی کریم ﷺ نے بڑی ترغیب دی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

"إذا أنفق المسلم نفقة على أهله وهو يحتسبها كانت له صدقة".(٢)

جب کوئی مسلمان اپنے اہل و عیال پر اجر و ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

ملا علی قاریؒ(3) فرماتے ہیں کہ:

"والمراد من الأهل في هذا الحديث المرأة والأقارب".(٤)

یہاں پر اس حدیث میں اہل سے مراد بیوی اور رشتہ دار ہیں۔

اپنے رشتہ داروں اور اہل و عیال پر خرچ کرنے کا آپ ﷺ باقاعدہ حکم دیا کرتے تھے جیسے اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ کے انصار میں ابو طلحہؓ سب سے زیادہ امیر تھے اور ان کے اموال میں ان کا سب سے عزیز مال بیر حا باغ تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ آپ ﷺ کا وہاں جانا ہوتا اور وہاں عمدہ پانی بھی نوش فرماتے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ:

"أنَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَى، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي

كِتَابِهِ: {لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَى، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ"، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ".(۵)

جب یہ آیت {لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون} نازل ہوئی تو ابو طلحہؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں "لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون" اور مجھے سب سے عزیز مال بیر حاء ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہوں بس میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر و ثواب پانا چاہتا ہوں، پس اے نبی ﷺ! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ واہ! واہ! بڑے نفع والا مال ہے۔ میں نے آپ کی بات سن لی اور میری رائے یہ ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو جس پر ابو طلحہؓ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچیرے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

درحقیقت اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے متعلق لوگوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ اس میں ایک قسم کی اپنی ذاتی منفعت وابستہ ہے، اس لیے اس پر ثواب کے حق دار نہیں ہوں گے، لیکن اسلام نے اس وہم و خیال اور نظریہ کی نہ صرف تردید کی بلکہ یہ یقین دہانی کرائی کہ رشتہ داروں پر خرچ کرنا دوہرے ثواب کا باعث ہے ایک ثواب انفاق کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ہوگا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ".(۶)

سیدہ میمونہؓ نے ایک غلام آزاد کر دیا اور بعد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ غلام اپنے ماموں کو دے دیتی تو زیادہ اجر و ثواب ملتا۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يَجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَلْ ائْتِيهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنْ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ".(۷)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خواتین کو صدقے کی ترغیب دی جس پر سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی ان سے کہنے لگی کہ تو تنگ دست ہے اگر میں تم پر صدقہ کروں تو کیا مجھے ثواب ملے گا کیونکہ آپ ﷺ نے ہمیں صدقے کی ترغیب دی ہے۔ اگر تجھے صدقہ دینا درست ہے تو دے دوں ورنہ کسی دوسرے کو دے دوں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ خود جاکر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو۔ پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دو اجر ملیں گے ایک قرابت کا اور دوسرا صدقے کا۔

بہر حال اس حدیث میں اہل وعیال پر صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی لیکن درحقیقت اہل وعیال پر خرچ کرنا واجب ہے جیسے اس روایت میں ہے کہ

"أفضل الصدقة ما كان عن ظهر غنى، واليد العليا خير من اليد السفلى، وابدأ بمن تعول".(٨)

بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کو برقرار رکھتے ہوئے کیا جائے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں پہل کرو۔

اسی حدیث پر امام بخاری نے باب باندھا ہے "وجوب النفقة على الأهل والعيال" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا واجب اور ضروری ہے۔

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ:

كان النبي صلى الله عليه وسلم يعودني وأنا مريض بمكة، فقلت: لي مال أوصي بمالي كله؟ قال: لا، قلت: فالشطر؟ قال: لا، قلت: فالثلث؟ قال: الثلث، والثلث كثير، أن تدع ورثتك أغنياء خير من أن تدعهم عالة يتكففون الناس في أيديهم، ومهما أنفقت فهو لك صدقة، حتى اللقمة ترفعها في فيّ امرأتك، ولعل الله يرفعك، ينتفع بك ناس، ويضرّ بك آخرون".(٩)

میں مکہ میں تھا تو میری بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس مال ہے، (تو کیا) میں اپنے سارے مال کی وصیت (اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالنے کی) کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" میں نے کہا کہ نصف مال کی تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں"۔ میں نے عرض کیا کہ تیسرے حصہ کی کردوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تیسرے حصہ کی۔ اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ اس سے کہ آپ اپنے ورثا کو مالدار حیثیت میں چھوڑ کر جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں فقیر کر کے جائیں اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ جہاں بھی تو (اپنا مال) خرچ کرے گا تو وہ تیرے لیے صدقہ ہو گا حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی جو تو اپنی بیوی کو کھلاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے کچھ لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ لوگوں کو آپ کے ذریعے نقصان پہنچے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا دوسرے مسکینوں پر خرچ کرنے اور دوسرے مصارف میں خرچ کرنے سے افضل ہے لہٰذا گھر کے سربراہ کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل وعیال پر فراخی کے ساتھ بھرپور خرچ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حقوق والدین کے ہوتے ہیں اس لیے جب وہ محتاج ہوں تو اولاد کو حکم ہے کہ وہ ان کی کفالت کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، من أحق الناس بحسن صحابتي؟ قال: "أمك" قال: ثم من؟ قال:" ثم أمك" قال: ثم من؟ قال:" ثم أمك" قال: ثم من؟ قال:" ثم أبوك".(۱۰)

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے بہترین حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں، اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔

اس حدیث سے والدین کے درمیان حقوق کی ادائیگی میں ترتیب بھی معلوم ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں لڑکیوں کی کفالت کی بڑی ترغیب بیان ہوئی ہے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو منحوس سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے لڑکی کی پیدائش کو وہ اپنے لیے عار سمجھتے تھے۔ کبھی کبھار اس بوجھ سے چھٹکارا پانے کے لیے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ اسلام نے سب سے پہلے اس رسمِ بد کا جڑ سے خاتمہ کر دیا اور اولاد کو قتل کرنا نہایت قبیح فعل گردانا ہے جب کہ دوسری جانب ان کے بارے میں ترغیبی انداز میں پرورش اور کفالت کے لیے ایسی تعلیمات دیں کہ جن کے اثرات سے مسلم اور عرب معاشرے میں نہ صرف یہ کہ ان کا زندہ درگور کرنا حرام اور ممنوع قرار پایا بلکہ ان کی کفالت کرنے والوں کو مختلف انداز اور پیرایوں میں بشارتیں دی گئیں تاکہ معاشرے میں جو ان کے لیے حقارت آمیز رویہ تھا وہ ختم ہو سکے اور ایک باعزت اور قابل احترام انسان کی طرح وہ بھی دنیا میں سکھ چین کی زندگی بسر کر سکیں۔ چنانچہ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ کے ارشادات درج ذیل ہیں۔

"من ابتلي بشيء من البنات فصبر عليهن كنّ له حجابا من النار".(۱۱)

"جس شخص کو بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان پر استقامت کا مظاہرہ کیا تو یہ بچیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے ڈھال بن کر کام آئیں گی۔

"من عال ثلاث بنات فأدبهن وزوجهن وأحسن إليهن، فله الجنة".(۱۲)

"جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش کرے، ان کو ادب سکھائے، ان کی شادیاں کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: "دخلت امرأة معها ابنتان لها تسأل، فلم تجد عندي شيئا غير تمرة

فاعطيتها إياها، فقسمتها بين ابنتيها ولم تأكل منها، ثم قامت فخرجت، فدخل النبي صلى الله عليه وسلم علينا فأخبرته، فقال: من ابتلي من هذه البنات بشيءٍ كن له سترا من النار".[١٣]

"عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں تو اس نے میرے پاس سوائے کھجور کے اور کچھ بھی نہ پایا تو میں نے وہی ایک کھجور اسے دے دی تو اس نے وہ کھجور دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنی دونوں بچیوں کو دے دی اور خود کچھ بھی نہ کھایا اور پھر اٹھ کر چلی گئی اس کے بعد نبی ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ ماجرا سنایا تو نبی ﷺ فرمانے لگے کہ ان لڑکیوں کے بارے میں جسے بھی آزمائش میں ڈالا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اچھی تربیت کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گی۔"

نبی کریم ﷺ نے معاشرے کے کمزور اور پسماندہ افراد کے تعاون کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ان کی معاشی کفالت کا اہتمام کریں، خصوصاً بیوہ عورت جس بے چاری کا شوہر دنیا سے رخصت ہو گیا تو اب اسلام نے ان کی کفالت کے لئے دوسرے مسلمانوں کو ابھارا ہے چنانچہ اس کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله، أو القائم الليل، الصائم النهار".[١٤]

بیوہ اور مسکین کی کفالت کے لیے کوشش کرنے والا جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے یا رات بھر تہجد پڑھنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

لٰہذا معاشرے کے جو افراد مسکین، محتاج اور نادار ہوں اور کسی عذر جیسے بچپنے، بڑھاپے اور مرض کی وجہ سے کوئی معاشی کام کاج کرنے اور اپنے لئے خود روزی روٹی کمانے کے قابل نہ ہوں یا کام کاج کا موقع نہ ملے اور بے روزگاری کی وجہ سے ان کی حالت ابتر ہو گئی ہو۔ اور ان کے قریبی رشتہ داروں میں ان کا کفالت کرنے والا کوئی نہ ہو یا نہ کر سکتا ہو تو شرعاً ایسے افراد کی معاشی کفالت کی ذمہ داری معاشرے کے دوسرے غنی اور مالدار افراد پر عائد ہوتی ہے کہ وہ زکوۃ، صدقات اور عطیات کے ذریعے ان افراد کی بنیادی معاشی ضروریات کا بندوبست کریں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ ہمیشہ ہر معاشرے میں مذکورہ قسم کے مسکین اور محتاج افراد ضرور موجود ہوتے ہیں۔[15]

کفالت کے میدان میں نبی کریم ﷺ کی عملی مساعی:

کفالت کے میدان میں نبی کریم ﷺ نے صرف زبانی ہدایات پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ عملی طریقے سے بھی آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے کفالت کی اہمیت واضح کی۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو گفتار کی بجائے کردار پر زیادہ زور دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے پہلے اور بعد والی زندگی غریب پروری کا عملی نمونہ ہے۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی زندگی کا خلاصہ سید خدیجہؓ نے بڑے خوبصورت پیرایے میں بیان فرمایا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ پہلی مرتبہ وحی نازل ہونے کی وجہ سے گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو سیدہ خدیجہؓ نے درج الفاظ میں آپ ﷺ کو تسلی دی کہ:

"كلا والله ما يخزيك الله أبدا، إنك لتصل الرحم، وتحمل الكلّ، وتكسب المعدوم، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحق".(١٦)

اللہ تعالیٰ آپکو ضائع نہیں ہونے دیں گے کیونکہ آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، رشتوں کو جوڑنے والے ہیں، ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ملانے والے ہیں، بیواؤں اور لاوارث لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، محتاجوں کو کما کر دینے والے ہیں، مہمانوں کی مہمانداری کرنے والے ہیں اور لوگوں پر آنے والی مشکلات میں انکی مدد کرنے والے ہیں۔

یعنی جو آدمی سوسائٹی کے حقوق ادا کرتا ہو اور معاشرے کے نادار لوگوں کا سہارا بنتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضائع نہیں کرتے بلکہ اسکی حفاظت فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ غریب اور نادار لوگوں کی کفالت کا جذبہ دل میں رکھتے تھے۔ اس زمانے میں آپ ﷺ تجارت کرتے تھے لیکن یہ تجارت ذاتی عیش و عشرت کے لیے نہیں تھی بلکہ اس کے ذریعے معاشرے کے پسماندہ لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کی سعی کرتے تھے۔ منصبِ نبوت مل جانے کے بعد تو اس جذبے میں چار چاند لگ گئے اور آپ ﷺ کا یہ جذبہ آسمانوں کو چھونے لگا تھا جس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾﴾.(١٧)

تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول تشریف لے آئے ہیں جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان اور رحمت فرمانے والے ہیں۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد رقم طراز ہیں کہ وہ تمہارا دکھ برداشت نہیں کر سکتا، تمہاری ہر تکلیف خواہ جسمانی ہو یا روحانی اس کے دل کا درد و غم بن جاتی ہے، وہ تمہاری بھلائی کی خواہش سے لبریز ہے وہ اس کے لیے ایسا اضطرابِ قلب رکھتا ہے کہ اگر اس کی بَن پڑے تو ہدایت و سعادت کی ساری پاکیاں پہلے دن گھونٹ بنا کر پلا دیتا۔ پھر اس کی محبت و شفقت تمہارے ہی لیے نہیں بلکہ وہ تمام مومنوں کے لیے خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے "رؤوف رحیم" ہے۔(18)

نبوت کے بعد کفالت کا آغاز:

نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے جو معاشی کفالت کرتے رہے تو وہ آپ ﷺ کا طبعی اور فطری جذبہ تھا لیکن نبوت ملنے کے بعد لوگوں کی معاشی کفالت آپ ﷺ کو باقاعدہ ایک سرکاری ذمہ داری کے طور پر سونپی گئی۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

﴿ٱلنَّبِيُّ أَوۡلَىٰ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ مِنۡ أَنفُسِهِمۡۖ﴾.(١٩)

نبی ﷺ اہل ایمان سے زیادہ قریب ہیں ان کے اپنے آپ سے بھی۔

مفسرین اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو بکثرت فتوحات ہونے لگیں اور بیت المال میں مالِ غنیمت کی آمد شروع ہوگئی تو آپ ﷺ نے اسی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

"أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا، فَمَالُهُ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا، فَأَنَا وَلِيُّهُ".(٢٠)

جب کسی مومن کی موت واقع ہو اور وہ مال چھوڑ دے ترکہ میں، تو وہ مال اس کے ورثا کے لیے ہے جو بھی ورثا ہوں اور اگر وہ اس حال میں مرا کہ اس کے ذمہ کوئی قرض ہے یا اس کے ناتواں بچے ہیں تو قرض اور اس کے ناتواں بچے میرے ذمہ ہیں پس میں ہی ان کا سرپرست ہوں۔

عہد نبوی ﷺ کا مالیاتی نظام:

جب نبی کریم ﷺ نے عمومی اعلان فرمایا اور لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تو ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ایک منظم طریقہ کار کی ضرورت تھی ان ضروریات کی تکمیل کے لیے عہد نبوی ﷺ میں جو ذرائع آمدن تھے وہ درج ذیل ہیں۔

1. زکوۃ۔
2. جزیہ۔
3. غنیمتوں کا خمس۔
4. صدقات نافلہ اور ہنگامی چندہ۔
5. قرض حسنہ۔
6. اوقاف۔
7. مال فیئ۔

عہد نبوی ﷺ کا بیت المال:

بیت المال کی ابتداء عہد نبوی ﷺ سے ہو چکی تھی۔ جس کے متعلق ڈاکٹر محمد حمید اللہ [21] فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ کے متصل ایک کمرہ تھا جس کی کڑی نگرانی بھی کی جاتی تھی، اس میں سرکاری اموال اور اجناس رکھے جاتے تھے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس کی نگرانی کرتے تھے۔ یہ پہلا بیت المال تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پہلے وزیر مالیات تھے۔[22]

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے نظام النفقات کے نگران تھے۔[23]

پہلی تقسیم دولت:

عہد نبوی ﷺ میں سب سے پہلے مال غنیمت غزوہ بدر کے موقع پر ہاتھ لگا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے شرکاء میں اس کو برابر تقسیم کیا۔ چنانچہ ابوامامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبادہ بن الصامتؓ سے آیت انفال کی تفسیر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدرؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ جب مال غنیمت کے متعلق ہمارے درمیان سخت اختلاف ہوا تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام مسلمانوں میں مساویانہ طریقے سے تقسیم کر دیا۔ اس میں اللہ کا تقویٰ، اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔(24)

غنیمت کے خمس کی تقسیم:

مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص تھا جیسے ارشاد باری ہے کہ:

﴿وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا غَنِمۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ﴾.(۲۵)

اور جان لو کہ تم جو مالِ غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور رسول ﷺ کے لیے ہے۔

ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں جب مال غنیمت لایا جاتا تو آپ ﷺ پہلے اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھ دیتے اور جو کچھ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کے نیچے آجاتا وہ آپ ﷺ کعبہ کے خرچ کے لیے نکال دیتے کہ یہ بیت اللہ کا حصہ ہے۔ پھر باقی ماندہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیتے، اس طرح ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کا ہوتا، ایک حصہ رشتہ داروں کا، ایک حصہ یتیموں کا، ایک مسکینوں کا اور ایک حصہ مسافروں کا جو کہ درحقیقت مدینہ میں آنے والے نادار مہمان ہوتے تھے۔ ان کی کفالت اسی رقم سے ہوتی تھی۔(26)

بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد رسول اللہ ﷺ غنیمت کے چار حصے مجاہدینؓ میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جو مجاہد کسی کافر کا مال چھین لیتا وہ اسی کا ہوتا تھا، البتہ اس سے بھی خمس کا مطالبہ کیا جاتا۔ جن صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو خاص قومی خدمت جیسے گورنری، امامت وغیرہ کے لیے مقرر فرماتے وہ گو عملی طور پر لڑائی میں شریک نہ ہوتے مگر غنیمت کے اموال میں ان کا بھی حصہ ہوتا تھا، البتہ مقدار متعین نہیں ہوتی تھی۔(27)

مال فیئ کی تقسیم:

مالِ فیئ عہد نبوی ﷺ میں بیت المال کا بنیادی مالی ذریعہ تھا جسے آپ ﷺ مصالحِ عامہ کے لیے خرچ کرتے تھے۔ مالِ فیئ ان اموال کو کہا جاتا ہے جو کفار و مشرکین سے جنگ وجدال کے بغیر حاصل ہوتے تھے۔ بعض اوقات زمینیں ان لوگوں کے پاس رہنے دی جاتی تھیں اور ان پر خراج یا جزیہ مقرر کر دیا جاتا تھا۔ ان تمام صورتوں میں حاصل

شدہ مال کو مال فیئ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ :

﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنۡهُمۡ فَمَآ أَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٖ وَلَا رِكَابٖ﴾.[٢٨]

اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے جو غنیمت دلائی تو تم نے اس پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔

مال فیئ دراصل بڑا ذریعہ آمدن تھا جس کے ذریعے کفالتی ضروریات پوری کی جاتی تھی اور آپ ﷺ کا حصہ نکل جانے کے بعد یہ اموال بیت المال کے لئے خاص ہو جاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اموال فیئ اسی دن تقسیم فرمادیا کرتے تھے، شادی شدہ اور بال بچے دار کو دو حصے اور کنوارے کو ایک حصہ عنایت فرماتے تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ امت کی مصالح، ضروریات اور کفالت کی وسعت کا اندازہ کرتے اور انکی ضرورت کے مطابق ہی عنایت فرماتے تھے سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکتے تھے۔ اسی طرح اموال فیئ میں غربا کی کفالت، مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی، غیر شادی شدہ کی شادی کرانے، یتیموں اور بیواؤں کی مالی اعانت میں خرچ کیا کرتے تھے۔[29]

نفلی صدقات اور ہنگامی چندہ

جب کبھی بیت المال میں مال نہ ہوتا اور کوئی وقتی ضرورت پیش آتی تو کئی مواقع پر آپ ﷺ مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کرتے۔ اسی طرح اگر مملکت میں رہنے والے ذمی لوگوں کی آمدن میں اضافہ ہوتا تو ان سے زیادہ مقدار میں جزیہ وصول کرتے، اگر ان کے حالات بہتر نہ ہوتے تو ان سے جزیہ کم کردیتے۔[30]

جزیہ کی مقدار کے کم وزیادہ ہونے میں بیت المال کی ضرورت اور اہل ذمہ کی مالی حالت کا بڑا خیال کیا جاتا تھا۔ اگر مسلمانوں کی معاشی ضروریات زیادہ ہوتیں تو مقدار جزیہ میں اضافہ کردیا جاتا اور اگر مسلمانوں کی مالی حالت قدرے بہتر ہوتی تو مقدار جزیہ گھٹادی جاتی۔[31]

نفلی صدقات اور چندوں کی ضرورت عموماً مہمانوں، مسافروں، محتاجوں اور مصالح عامہ کے لیے ہی طلب کی جاتی تھی اور اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ اپنی جمع پونجی آپ ﷺ کے ہاں پیش کرتے جس سے ان کی کفالت کی جاتی تھی۔

مہمان نوازی:

نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں مہمان نوازی کی بڑی ترغیب ملتی ہے لیکن قولی احادیث کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے خود بھی مہمانوں کی کفالت کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات آپ ﷺ اور آپ کے گھر والے بھوکے سوجاتے اور مہمانوں کو شکم سیر کرکے کھلاتے خصوصاً فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ہاں

مہمانوں کی بھرمار ہوتی تھی اور مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بہت وسیع ہو گیا تھا۔ دور دراز سے مختلف قبائل اور قوموں کے نمائندے وفود کی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتے، اگر مطمئن ہو جاتے تو اسلام قبول کر کے مستقل کچھ دن دربار نبوی ﷺ میں قیام کرتے اور دینِ اسلام کے متعلق احکام سیکھ کر اپنے قبیلوں اور قوموں کے پاس یہی پیغام لے کر نکلتے۔

ایسے مسافروں اور مہمانوں کی مہمان نوازی اور کفالت کا انتظام معاش کا مؤثر ترین ذریعہ تھا۔ آپ ﷺ مہمان نوازی میں مسلم اور کافر میں تمیز نہیں کرتے تھے بلکہ بلاامتیاز رنگ و نسل اور دین و ملت ہر مسافر حاجت مند کی کفالت کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک کافر دربار نبوی ﷺ میں مہمان بنا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ دھونے کا حکم دیا تو اس کے لئے یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ دھویا گیا اور وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ اس نے صبح کو اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دے دیا۔ اس نے ایک بکری کا دودھ دھو کر پیا اور دوسری بکری کا دودھ پورا نہ پی سکا۔ اس کے اسلام لانے کی یہ برکت ہوئی کہ ایک بکری سے زیادہ کا دودھ نہ پی سکا۔ (32)

سفر اور بوقت ضرورت معجزانہ کفالت:

سفر میں بھی نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کی معاشی کفالت کا اہتمام کرتے تھے جس کے متعلق ایک واقعہ صحابہ کرامؓ کی زبانی یوں ہے کہ:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ضافه ضيف وهو كافر، فأمر له رسول الله صلى الله عليه وسلم بشاة، فحلبت فشرب حلابها، ثم أخرى فشربه، ثم أخرى فشربه حتى شرب حلاب سبع شياه، ثم إنه أصبح فأسلم، فأمر له رسول الله صلى الله عليه وسلم بشاة، فشرب حلابها، ثم أمر باخرى فلم يستتمها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "المؤمن يشرب في معي واحد، والكافر يشرب في سبعة أمعاء".

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں نکلے، جس میں ہمیں بہت بھوک لگی یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے گزارا کرنے پڑے گا۔ آپ ﷺ نے توشے جمع کرنے کا حکم دیا جس کے لئے ایک دستر خوان بچھایا گیا۔ تو صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں نے گردن لمبی کر کے دیکھا کہ کتنا ہے؟ تو وہ ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا اور ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ وہ کہتے ہیں پس ہم نے اسی دستر خوان سے کھانا کھایا اور اس کے بعد اپنے تھیلے بھی اس سے بھر لیے۔

آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ بذات خود رات کو مہمانوں کی خبر گیری کرتے تھے اور یہ کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کی کفالت اپنے ہی گھر سے ہو لیکن کبھی کبھار اگر اپنے دولت کدہ میں کھانے کا انتظام نہ ہو سکتا تو مہمان کسی

صحابیؓ کے سپرد فرما کر اس کی مہمان نوازی کا حکم دیتے لیکن مہمان کو اپنے رحم و کرم پر نہ چھوڑتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ دربارِ نبوی ﷺ میں ایک شخص مہمان بن کر آئے تو آپ ﷺ نے اپنے گھر پیغام بھیج دیا کہ گھر میں کچھ ہو تو بھیج دیں تو جواب آیا کہ اللہ کی قسم گھر میں پانی کے علاوہ کھانے کا کچھ بھی نہیں۔ باری باری ہر گھر سے یہی جواب موصول ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی اس کی مہمان نوازی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا تو ایک انصاری صحابیؓ کھڑے ہوئے اور اس شخص کو اپنے گھر لے گئے۔ اہلیہ سے دریافت کیا کہ کچھ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ صرف بچوں کے کھانے کے لیے تھوڑا بہت رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا بچوں کو بہلا دو اور جب مہمان کھانا کھانے بیٹھ جائے تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دینا اور ایسا ظاہر کرنا کہ مہمان یہ سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ شریک بعام ہیں۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے ایسا ہی کیا اور اسی طرح مہمان کو کھلا کر سیر کر لیا۔ صبح کو نبی کریم ﷺ نے ان کے اس عمل پر بشارت دی اور فرمایا کہ تمہارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا ہے۔[۳۳] اور یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾.[۳٤]

"اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔"

مصادر و مراجع

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، طبع اول، 1422ھ، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث نمبر 3۔
Al-Buḥārī Muḥamad Ibn Ismāʿīl: Ṣaḥīḥ Al-Buḥārī, H# No. 3.

[2] ایضاً، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل، حدیث نمبر 5351۔
Ibid, Hadith No. 5351.

[3] شیخ امام علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملا علی قاری حنفی (وفات: 1014ھ بمطابق 1606ء) جن کا پورا نام أبوالحسن علی بن سلطان محمد نور الدین الملا الھروی القاری تھا مشہور و معروف محدث و فقیہ، جامع المعقول والمنقول تھے۔ (زرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، طبع اول 2002ء، 70/2)۔
Az-Zerekli, ḥair Al-Ddin: Ālāʿlām, 2/70.

[4] ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، سطن، 423/4۔
Mullā ʿlī Al-Qārī: Merqāt Al-Mafātīḥ, *4/423.*

[5] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین والزوج، حدیث نمبر 2315۔
Al-Qušaīrī, Muslem Ibn Al-Ḥağāğ: Ṣaḥīḥ Muslem, Hadith No. 2315.

[6] ایضاً، حدیث نمبر 2317۔
Ibid, Hadith No. 2317.

[7] ایضاً، حدیث نمبر 2318۔
Ibid, Hadith No. 2318.

[8] صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال حدیث نمبر 5355۔
Ṣaḥīḥ Al-Buḥārī, Hadith No. 5355.

[9] ایضاً، حدیث نمبر 5354۔
Ibid, Hadith No. 5354.

(10)ایضاً، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، حدیث نمبر 5971۔

Ibid, Hadith No. 5971.

(11)ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، سنن ترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998ء، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، حدیث نمبر 1913۔

Al-Termedḏī, Muḥamad Ibn ʿīsa Ibn Sawra: Sunan Al-Termedḏī, Hadith No. 1913.

(12)ابوداود، سنن ابی داود، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ابواب النوم، باب فی فضل من عال یتامی، حدیث نمبر 5147۔

Abū Dāūd: Sunan Abī Dāūd, Hadith No. 5147.

(13)صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الاحسان الی البنات، حدیث نمبر 1418۔

Ṣaḥīḥ Muslem, Hadith No. 1418.

(14)صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الساعی علی الارملۃ، حدیث نمبر 6006۔

Ṣaḥīḥ Al-Buḫārī, Hadith No. 6006.

(15)محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات، مجلس علمی فاونڈیشن، شعبہ اقتصادیات، کراچی، ص 161۔

Muḥamad Ṭāseen: Islām Ki ʿādelāna Iqteṣādi Taʿlemāt, P. 161.

(16)صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب اول مابدئ بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ، حدیث نمبر 6982۔

Ṣaḥīḥ Al-Buḫārī, Hadith No. 6982.

(17)القرآن، 9:128۔

Al-Qurʾān Al-Karīm, 9: 128.

(18)مولانا ابوالکلام آزاد، رسول رحمت، غلامی علی اینڈ سنز لاہور، سطن، ص 136۔

Mūlānā Abū Al-Kalām Azād: Rasūl Raḥmat, P. 136.

(19)القرآن، 6:33۔

Al-Qurʾān Al-Karīm, 6: 33.

(20)صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب ابنی عم احدھما اخ للام والآخر زوج، حدیث نمبر 2269۔

Ṣaḥīḥ Al-Buḫārī, Hadith No. 2269.

(21)ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیدائش 9 فروری 1908ء، انتقال 17 دسمبر 2002ء) معروف محدث، فقیہ، محقق، قانون دان اور اسلامی دانشور تھے اور بین الاقوامی قوانین کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ تاریخ حدیث پر اعلیٰ تحقیق، فرانسیسی میں ترجمہ قرآن اور مغرب کے قلب میں ترویج اسلام کا اہم فریضہ نبھانے پر آپ کو عالمگیر شہرت ملی۔ https://quranwahadith.com/product/dai-e-islam/ (اخذ شدہ مورخہ 10 جولائی 2022ء)۔

(22)محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، ص 183۔

Muḥamad Ḥamid Allah, Dr: ḫuṭbāt Bahāūlpūr, P. 183.

(23)ابن القیم، محمد بن ابی بکر الجوزیۃ، زاد المعاد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع سابع وعشرون 1994ء، 1/23۔

Ibn Al-Qaīm, Muḥamad Ibn Abī Bakr Al-Ğaūziaẗ: Zād Al-Maʿād, 1/23.

(24)الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تفسیر آی القرآن، مکتبہ البابی حلبی مصر، سطن، 9/109۔

Al-Ṭabarī, Muḥamad Ibn Ğarīr: Ğāmeʿ Al-Bīān ʿan Tʾawyl Aī Al-Qurʾān, 9/ 109.

(25)القرآن، 9:41۔

Al-Qurʾān Al-Karīm, 9: 41.

(26)ابوعبید، القاسم بن سلام، کتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، لاہور، 1976ء، ص 18۔

Abū ʿUbaīd, Al-Qāsem Ibn Sallām: Ketāb Al-ʾamwāl, P. 18.

(27)ابن القیم، زاد المعاد، 3/217۔

Ibn Al-Qaīm: Zād Al-Maʿād, 3/ 217.

(28) القرآن،6:59۔

Al-Qur᾽ān Al-Karīm, 59: 6.

(29) ابن القیم،زادالمعاد،220/3۔

Ibn Al-Qaīm: Zād Al-Ma῾ād, 3/220.

(30) عبداللطیف،بدوی،النظام المالی الاسلامی المقارن، مطبع مصطفی حلبی قاہرہ،1396ء، ص33۔

῾Abd Al-Laṭīf, Badawy: Al-Neẓām Al-Mālī Al-Islāmī Al-Muqāran, P. 33.

(31) ابن القیم،زادالمعاد،224/3۔

Ibn Al-Qaīm: Zād Al-Ma῾ād, 3/ 224.

(32) صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب المؤمن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء، حدیث نمبر5379۔

Ṣaḥīḥ Muslem, Hadith No. 5379.

(33) ایضاً، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، حدیث نمبر5359۔

Ibid, Hadith No. 5359.

(34) القرآن،9:59۔

Al-Qur᾽ān Al-Karīm, 59: 9.